رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

الحکم

۱۹ ربیع الثانی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قیمت سالانہ پیشگی ... عوام سے ... ۵ر
غرباء اور طالب علموں سے ... ۳ر
بیرون ہندوستان سے ... ۷ر

ایڈیٹر و پروپرائٹر یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۰ | دار الامان قادیان ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۵ء | جلد ۹

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۹ جلد ۹

پس اگر انسان کی زندگی کا مدعا یہ ہو جاوے کہ وہ صرف تنعم ہی میں زندگی بسر کرے اور اس کی ساری کامیابیوں کی انتہا خورد و نوش اور لباس و خواب ہی ہو اور خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ اس کے دل میں باقی نہ رہے تو یہ یاد رکھو ایسا شخص فطرۃ اللہ کا مقلب ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے قویٰ کو بیکار کرے گا یہ صاف بات ہے کہ جس مطلب کے لئے کوئی چیز ہم لیتے ہیں اگر وہ وہی کام نہ دے تو اسے بیکار قرار دیتے ہیں مثلاً ایک لکڑی کرسی یا میز بنانے کے واسطے لیں اور وہ اس کام کے ناقابل ثابت ہو تو ہم اُسے ایندھن ہی بنالیں گے اسی طرح پر انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کرکے بیکار کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ۔ میں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئیں ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے جو انھوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے میں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں میں نے یہ نظارہ دیکھکر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں تو میں نے یہی آیت پڑھی قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلادیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو

غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اسکی بقا کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جو اسکی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے اس لئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلوروفارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے

میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ سورہ والعصر میں دو سلسلوں کا ذکر فرمایا ہے ایک ابرار و اخیار کا سلسلہ ہے اور دوسرا کفار اور فجار کا۔ کفار اور فجار کے سلسلہ کا ذکر یوں فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اور دوسرے سلسلہ کو اس طرح پر الگ کیا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی ایک وہ ہیں جو خسران میں ہیں مگر خسران میں مومن اور عمل صالح کرنیوالے

نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خسران میں وہ ہیں جو مومن اور عمل صالح کرنے والے نہیں ہیں یاد رکھو کہ صلاح کا لفظ وہاں آتا ہے جہاں فساد کا بالکل نام و نشان نہ رہے انسان کبھی صالح نہیں کہلا سکتا جب تک وہ عقاید ردیہ اور فاسدہ سے خالی نہ ہو۔ اور پھر اعمال بھی فساد سے خالی ہو جائیں متقی کا لفظ باب افتعال سے آتا ہے اور یہ باب تکلف کے لئے آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ متقی کو بڑا مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہے اور اس حالت میں وہ نفس لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اور جب حیوانی زندگی بسر کرتا ہے اس وقت امارہ کے نیچے ہوتا ہے اور مجاہدہ کی حالت سے نکل کر جب غالب آجاتا ہے تو مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے متقی نفس امارہ کی حالت سے نکل کر آتا ہے اور لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اسی لئے متقی کی شان میں آیا ہے کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں گویا اس میں بھی ایک قسم کی لڑائی ہی کی حالت ہوتی ہے۔ وساوس اور اوہام آکر حیران کرتے ہیں مگر وہ گھبراتا نہیں اور یہ وساوس اس کو درماندہ نہیں کر سکتے وہ بار بار خدا تعالیٰ کی استعانت چاہتا ہے اور خدا کے حضور چلاتا اور روتا ہے یہاں تک کہ غالب آجاتا ہے ایسا ہی مال کے خرچ کرنے میں بھی شیطان اسکو روکتا ہے اور اسراف اور انفاق فی سبیل اللہ کو یکساں دکھاتا ہے حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسراف کرنے والا اپنے مال کو ضائع کرتا ہے مگر فی سبیل اللہ خرچ کرنے والا اس کو پھر پاتا ہے اور خرچ سے زیادہ پاتا ہے اس لئے یہی مما رزقنھم ینفقون فرمایا ہے۔

بات یہ ہے کہ صلاح کی حالت میں انسان کو ضروری ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کے فساد سے خواہ وہ عقائد کے متعلق ہو یا اعمال کے متعلق پاک ہو جیسے انسان کا بدن صلاحیت کی حالت اس وقت رکھتا ہے جبکہ سب اخلاط اعتدال کی حالت پر ہوں اور کوئی کم زیادہ نہ ہو لیکن اگر کوئی ایک خلط بھی بڑھ جائے تو جسم بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح پر روح کی صلاحیت کا مدار بھی اعتدال پر ہے اسی کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں صراط مستقیم ہے صلاح کی حالت میں انسان محض خدا کا ہو جاتا ہے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت تھی اور رفتہ رفتہ صالح انسان ترقی کرتا ہوا مطمئنہ کے مقام پر پہونچ جاتا ہے اور یہاں ہی اس کا انشراح صدر ہوتا ہے جیسے رسول اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ہم انشراح صدر کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔

یہ بات بحضور دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بت رکھ دیئے تھے ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلب انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے اور اسکا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے ماسوی اللہ کے خیالات وہ بت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع وقمع اس وقت ہوا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں پس ماسوی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح سے چڑھائی کی جاوے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے طیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ جس قدر اعضا ہیں وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں ایک خیال آتا ہے پھر وہ جس اعضا کے متعلق ہو وہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے طیار ہو جاتا ہے غرض اس خانہ خدا کو بتوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو گے تو ان بتوں کو توڑ ڈالو گے اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں اور وہ راہ کیا ہے ؟

میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ

یہ آواز نئی آواز نہیں ہے مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی کہا تھا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے

قصیدہ عربی

حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود نے (علیہ السلام) اپنے خطبہ الہامیہ کے آخر میں عمومًا دنیا کی حالت اور خصوصًا مسلمانوں کی کیفیت اور اپنے دعاوی کے متعلق تصنیف فرمایا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

القصيدة

لكل قريحة سعيدة

ارى سيل آفات قضاها المقدر
وفي الخلق سيات تذاع وتنشر
وفي كل طرف نار شر تأججت
وفي كل قلب قد نزاء التحجر
وقد زلزلت من هذه الريح دوحة
تظل بظل ذي شفاء وتثمر
ارى كل محجوب لدنياه باكيا
فمن ذا الذي يبكي لدين يحقر
وللدين اطلال اراها كلاهف
ودمعي بذكر قصوره يتحدر
تراءت غوايات كريح مجيحة
وارخى سديل الغي ليل مكدر
ارى ظلمات ليتني مت قبلها
وذقت كؤس الموت او كنت انصر
هب رياح عاصفات كانها
سباع بارض الهند تعوي وتزئر
ارى الفاسقين المفسدين وزمرهم
وقل صلاح الناس والغي يكثر
ارى عين دين الله منهم تكدرت
بها العين والآرام تمشي وتعبر
ارى الدين كالمرضى على الارض راغما
وكل جهول في الهوى يتبختر
وما همهم الا لحظ نفوسهم
وما جهدهم الا لعيش يوفر
نسوا نهج دين الله خبثا وغفلة
وقد سرهم بغي وفسق وميسر
فلما طغى الفسق المبيد بسيله
تمنيت لو كان الوباء المتبر
فان هلاك الناس عند اولي النهى
احب واولى من ضلال يدمر
صبرنا على ظلم الخلائق كلهم
ولكن على سبل الشقا لا نصبر
وقد ذاب قلبي من مصائب ديننا
واعلم ما لا تعلمون وابصر
وبثي وحزني قد تجاوز حده
ولولا من الرحمن فضل اتبر
وعندي دموع قد طلعن المآقيا
وعندي صراخ لا يراه المكفر
ولي دعوات يصعدن الى السما
ولي كلمات في الصلابة تقعر
واعطيت تأثيرا من الله خالقي
فتأوي الى قولي جنان مطهر
وان جناني جاذب بصفائه
وان بياني في الصخور يؤثر
حفرت جبال النفس من قوة العلى
فصار فؤادي مثل نهر تفجر
واعطيت رعبا عند صمتي من السما
وقولي سنان او حسام مشهر
هذا هو الامر الذي سر مالكي
وارسلني صدقا وحقا فانذر
اذا اكذبتني زمرة عداء ملتي
فقلت اخسأوا ان الخفايا ستظهر
فريق من الاحرار لا ينكرونني
وحزب من الاشرار آذوا وانكروا
وقد زاحموا في كل امر اردته
فايدني ربي فخروا وادبروا
وكيف عصوا والله لم يدر سرها
وكان سنا صدقي من الشمس اظهر
لزمت اصطبارا عند جور لئامهم
وكان الاقارب كالعقارب تأبر
وهذا على الاسلام احدى المصائب
يكذب مثلي بالهوى ويكفر
فاقسمت بالله الذي جل شانه
على انه يخزي العدا واعزر
وللغي آثار وللرشد مثلها
فقوموا لتفتيش العلامات وانظروا
تظنون اني قد تقولت عامدا
بمكر وبعض الظن اثم ومنكر
وكيف وان الله ابدا برائتي
وجاء بآيات تلوح وتظهر
ويأتيك وعد الله من حيث لا ترى
فتعرفه عين تحد وتبصر
وليس لعضب الحق في الدهر كاسر
ومن قام للتكسير يخذل ويكسر
ومن ذا ابعاد ديني وربي يحبني
ومن ذا يبار ديني اذا الله ينصر
ويعلم ربي سر قلبي وسرهم
وكل خفي عنده متحضر
ولو كنت مردود المليك لضرني
عداوة قوم كذبوني وحقروا
ولكنني صافيت ربي فجاءني
من الله آيات كما انت تنظر
وما كان جور الخلق مستحدثا لنا
فان اذاهم سنة لا تغير
اذا قيل انك مرسل خلت انني
دعيت الى امر على الخلق يعسر
امكفر مهلا بعض هذا التحكم
وخف قهر رب قال لا تقف فاحذر
واذا قلت اني مسلم قلت كافر
فاين التقى يا ايها المتهور
وان كنت لا تخشى فقل لست مؤمنا
ويأتي زمان تسئلن وتخبر
وان تركت النفس والخلق والهوى
فلا السب يؤذيني ولا المدح يبطر
وكم من عدو بعد ما احمل الاذى
اتاني فلم اصعر وما كنت اصعر
ارى الظلم يمشي في الخراطيم وسمه
وام علامات الاذى فتغير
ووالله اني قد تبعت محمدا
صلى الله عليه وسلم
وفي كل آن من سناه انور
عجبت لاعمى لا يلاوي عيونه
ومنا يجور الجهل يلوي ويسخر
اتنسى نجاسات رضيت باكلها
وتهتز بهتانا ابيا وتنكر

شمس الدین

اذا قلّ علم المرءِ قلّ اتقاءہ
فیسعی الی طرق الشقا و یزوّر
وما انا ممن یمنع السیفُ قصدہ
فکیف یخوّفنی بشتم مکفّر
لنا کلّ یوم نصرۃ بعد نصرۃ
فمت ایھا الناری بنار تسعّر
وُعدنا من الرحمٰن عزّا وسوددا
فھم وامح ھذا النقش ان کنت تقدر
الا انما الایام رجعت الی الھدیٰ
ھنیئا لکم بعثی فبشّوا و ابشروا
دعوا غیر امر اللہ و اسعوا لامرہ
ھو اللہ مولٰنا اطیعوہ واحضروا
الا لیس غیر اللہ فی الدھر باقیا
وکل جلیس ما خلا اللہ یھجر

تَمَّتْ

خداتعالیٰ کا کلام

اس ہفتہ حضرت اقدس امام علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا کلام یوں نازل ہوا۔

ایام غضب اللہ

فرمایا جب یہ وحی ہوئی تو میں غضب الٰہی سے ڈر گیا اور میں نے دعا کی تب یہ وحی ہوئی

غضبت غضبًا شدیدًا

پھر دعا کی تو یہ وحی نازل ہوئی

انہ یُنجی اھل السعادۃ

اس کے بعد یہ وحی ہوئی

انی انجی الصادقین

ہمارے ناظرین کو لازم ہے کہ وہ استغفار اور تہجد کی نماز کی مداومت اختیار کریں اور خداتعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگیں سورۃ فاتحہ کو بار بار پڑھیں اور اہل سعادت اور صادق بننے کیلئے دعا کریں کیونکہ سعادت اور صدق کا حاصل ہونا محض اسی کے فضل پر موقوف ہے۔

عسل مصفّٰی ۸۴۴ صفحہ کی کتاب مصنفہ مولوی عبدالکریم صاحب و مولوی مبارک علی صاحب۔ عجیب غریب ہے قیمت عہ قاضی ضیاء الدین صاحب قادیان سے طلب کرو۔

مقدمہ دیوار کا فیصلہ

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

غالبًا ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ۱۶ جولائی کے بعد مقدمہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء پر ملتوی کیا گیا تھا چنانچہ ۱۰ اگست کو مدعا علیہم کے باقی گواہ پیش ہوئے عدالت میں ثابت کیا گیا کہ ان گواہوں میں سے دو گواہ سزا یافتہ بھی تھے جو قید بھگت چکے ہیں ہمیں کچھ ضرور نہیں کہ گواہوں کی حیثیت یا چال چلن پر بحث کریں جبکہ خود ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے بہر حال ۱۰ اگست کو شہادت مدعا علیہ ختم ہو کر وکلار کی بحث بھی ہو گئی۔ ہمارے مکرم مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر نے جس زور و شور اور فصاحت و بلاغت کے مراتب سے اپنی تقریر پیش کی اس نے گورداسپور میں ایک عام تعریف حاصل کر لی ہے یہانتک کہ خود ڈسٹرکٹ جج صاحب نے بھی تقریر کے مدلل و معقول اور فصیح ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوگیا ہے کہ خواجہ صاحب اُسوقت روح القدس کی تائید سے بول رہے تھے ان کی تقریر میں خاص قسم کی روانی اور فصاحت و بلاغت اور معقولیت تھی اور قانونی نظائر اور وجوہات نے اسکو اور بھی بے نظیر کر دیا تھا اگر ممکن ہوا تو ہم خواجہ صاحب سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنی اس تقریر کو قلم بند کر کے الحکم میں طبع ہونے کے لئے بھیجدیں۔ اس کے جواب میں وکیل مدعا علیہ نے کیا کہا؟ اس کا جواب ہم بجز اس کے نہیں دے سکتے کہ اُس نے مدعی کی اعلیٰ حیثیت کا اعتراف کر کے اپنے موکل کی تائید محض رحم دلانے والے الفاظ سے کی۔ واقعات اور وجوہات کا جواب کچھ نہیں دیا گیا آخر حکم سنانے کے لئے ۱۲ اگست ۱۹۰۱ء مقرر ہوئی جس میں ڈسٹرکٹ جج صاحب نے

دیوار گرانے اور سفید میدان یا کسی جدید تعمیر نہ کرنے کا دوامی حکم دیا اور ایک سو روپیہ بطور ہرجانہ مدعی کو علاوہ اخراجات مقدمہ کے دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

دارالامان میں یہ خبر ۱۲ اگست کی شام کو پہنچی جس سے **احمدی قوم** کو از بس مسرت ہوئی اور فریق مخالف **الہام شاھت الوجوہ** کا مصداق ہوگیا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ گویا ایک سال آٹھواں رمضان تھا جس کی آج عید ہوئی مقدمہ کے متعلق حضرت اقدس شام کو حالات سنتے رہے۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو مومن کا یہ خاصہ ہے کہ خدا کے کسی انعام اور فضل کو پا کر اُسکی حیا بڑھ جاتی ہے پس خدا کے حضور سجدات شکر بجا لاؤ چاہیئے کہ تمھاری حیا میں ترقی ہو۔

اسدن کا نظارہ ہم الفاظ میں ناظرین کو دکھا نہیں سکتے حضرت اقدس علیہ السلام کے در و دیوار سے یوں تو ہمیشہ ہی ایک خوشی اور مسرت نمایاں ہوتی ہے مگر وہ دن خاص قسم کی خوشی کے ظہور کا تھا یا مرکے احباب کے زمرہ میں بھی یہ خوشی محسوس کی گئی ہے جہاں اُنھوں نے سجدات شکر باری تعالےٰ عزّ اسمہ ادا کئے چنانچہ ذیل میں ہم ایک خط اپنے مخدوم منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر کا درج کرتے ہیں جو سلسلہ عالیہ کے

ایک معزز اور مخلص رکن ہیں۔

الغرض یہاں تک تو مقدمہ کی کارروائی ختم ہوئی آیندہ جو کچھ ہوگا اس کے حالات سے وقتاً فوقتاً ناظرین کو اطلاع دیں گے انشاء اللہ۔ سنا جاتا ہے فریق مخالف کا منشاء ہے کہ وہ اپیل کرے۔ ہماری نظر انجام پر ہونی چاہیئے والعاقبۃ عند ربك للمتقین۔ ہمارا دلی یقین ہے اور ایمان ہے کہ آخر خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ کی نصرت فرمائے گا اس لئے درمیانی امور پر مومن کی نظر کبھی نہیں ہوتی وہ انجام کو مد نظر رکھتا ہے اب ہم ذیل میں وہ خط درج کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور اقدس امام حجت الاسلام مسیح موعود ومہدی مسعود ادام اللہ برکاتکم۔

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الامین۔

اما بعد احقر العباد شاہدین بعد از الصلوۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نہایت ادب سے عرض پرداز ہے۔ کہ آج علی الصبح خبر فرحت اثر پہونچی کہ برادرم خواجہ کمال الدین صاحب دارالامان سے واپس تشریف لائے ہیں اور خدا کے فضل سے مقدمہ دیوار میں کامیابی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ بد اندیش موذیوں کی ایذا رسانی بارے خاتمہ پر پہونچی۔ اور الٰہی نصرت نے آخر الامر دشمنان دین کو ذلیل اور روسیاہ کیا۔ اور نقارہ کی چوٹ سے تبارک وتعالیٰ کا وعدہ حقہ سچا ثابت ہوا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یہاں کی جماعت احمدی صدق دل سے اس کامیابی پر حضور کو مبارکباد دیتی ہے۔

کل ایک غیر معمولی طور پر اخبار الحکم کا انتظار تھا۔ چنانچہ بعد دوپہر دستی انکو ملا۔ اور وہ سب حسب معمول شام کو میرے مکان پر جمع ہوئے اور بعد نماز مغرب حبی فی اللہ میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس مضامین مندرجہ اخبار الحکم بھائیوں کو سنانے لگے چنانچہ جب واقعات مقدمہ گوردا سپور پڑھنے لگے تو حاضرین کے دلوں پر ایک خارق عادت اثر محسوس ہوا۔ اور مدعا علیہم کی جرح کے جواب میں حضور کا پر شوکت استقلال اور رعبناک تحدی دیکھکر بے اختیار دلوں سے نکلا کہ اے خدا کے برگزیدہ مسیح تجھپر اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمت ہو لاریب یہ صرف تیرا ہی کام تھا کہ انوار وبرکات کو جو مرور زمانہ سے فسانہ کے رنگ میں ہو چلے تھے اپنی قوت قدسیہ سے از سر نو تازہ کر دیا۔ غرض ساڑھے گیارہ بجے رات تک پیشگوئی منتظرہ کے بارہ میں احباب میں باتیں ہوتی رہیں اور نماز عشا کے بعد سب احباب بشاش حالت میں رخصت ہوئے۔

میرے نائب بابو فیروز علی سابق مرید گولڑی جو حضور سے بیعت کرنے کے بعد عارضی طور پر سکھر چلے گئے تھے اب پھر خدا کے فضل سے میرے پاس واپس آگئے۔ اور ماشاء اللہ دینی امورات اور اتقا میں ترقی کر رہے ہیں دعا فرماویں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ انھیں استقامت بخشے۔

برادرم محمد یوسف صاحب اپیل نویس نے تو اس سلسلہ حقہ میں ایک خارق عادت تبدیلی کی ہے چنانچہ ہر روز قریب شام غریب خانہ پر دیوانہ وار آرہتے ہیں اور ایک آدھ گھنٹہ حضور کی باتوں میں گذر جاتا ہے۔ انکی موجودگی اس خاکسار کی بڑی تسکین کا باعث ہے۔

راجہ قاسم خانصاحب سب اوورسیر ریلوے جو اپنے سابقہ بیعت میں عتق ذطیفہ خوانی کی وجہ سے ضعف قلب کے شکار ہو چکے تھے اب حضور کی توجہ سے تبدیلی کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کے قلب اور دماغ کو ایسا صدمہ پہونچا ہوا ہے کہ ادھر حضور کی کتابوں کو پڑھتے ہیں ادھر بھول جاتے ہیں۔ براہ شفقت ان کے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس مرض سے شفا بخشے۔ اور انشراح صدر عطا فرماوے۔

ملک پیر بخش صاحب اپیل نویس صوابی اگرچہ کسی قدر فاصلہ پر ہیں تاہم ان کی خط وکتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہے اور وہاں پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ انکی طرف حضور کی تصنیفات کی ایک ایک کاپی دارالامان سے منگا کر بھیجی گئی ہے۔

باقی برادرم غلام محمد صاحب و مرزا میر احمد صاحب عرائض نویس یہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک جماعت میں دن بدن ترقی کرے۔ اور بد اندیشوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھے۔ ان سب بھائیوں کا ارادہ ہے کہ عنقریب اس غلام کے ہمراہ حضور کے اقدام میمنت التزام میں حاضر ہو کر حضور کے برکات سے حصہ لیں۔

چونکہ یہ عریضہ حضور کی خدمت میں بطور مبارکبادی فتح مقدمہ جماعت احمدی کی طرف سے بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے سب بھائیوں نے اپنے اپنے دستخط نیچے قلمبند کر دئے ہیں۔ اور ملتجی ہیں کہ ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی جاوے

والسلام ۱۳ اگست ۱۹۰۱ء

کمترین شاہدین احمدی سٹیشن ماسٹر مردان اسٹیشن ضلع پشاور علاقہ یوسف زئی۔

سبحان اللہ سچ ہے لن یجعل اللہ

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً
خاکسار نیاز آگین محمد یوسف اپیل نویس مردان۔
خاکسار فیروز علی احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر مردان۔
راجہ قاسم خاں سب اوورسیر اسٹیشن مردان۔
نیاز مند غلام محمد ملازم مولوی سعد الدین صاحب منصف مردان۔
میرزا میر احمد عرائض نویس مردان۔

لو مُردہ زندہ ہو گیا

احمدی قوم کے لئے یہ امر ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے ہاتھ پر ۳۱ جولائی ۱۹۰۱ء کو ایک مردہ زندہ ہو گیا تفصیلی طور پر اس کے حالات ناظرین کو کسی دوسرے وقت پر معلوم ہوں گے مختصر یہ ہے کہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس کے چھوٹے صاحبزادہ حضرت مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد یکایک سخت بیمار ہو گئے اور چند بار غش آیا یہاں تک کہ آخری مرتبہ ایسا ہوا کہ غش کے ساتھ ہی بدن بھی بے حرکت اور سرد ہو گیا نبض چھوٹ گئی سب عورتوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت اقدس اسوقت دعا کرتے تھے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں لڑکا فوت ہو چکا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے باایں ہمہ آپ دعا کرتے ہوئے عرق گلاب لینے گئے اور اگر صاحبزادہ کے منہ پر چھینٹے دیئے پہلے کچھ حرکت ہوئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ صاحبزادہ صاحب ہوش میں آ گئے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کے حضور میں عرض کی کہ میں ہزار قسم کھانے کو تیار ہوں کہ احیاء موتی اسی کو کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے فرزند اور اس دنیا کی زندگی کے دلبند سنت اللہ سے ناآشنا اور تاریکی کے جن ان باتوں کو ہنسی کی نگاہ سے دیکھیں گے مگر حقیقت یہی ہے کہ یہ عظیم الشان معجزہ ہے **جو احیاء موتی** کا ہمارے سید ومولیٰ امام ہمام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے ظہور میں آیا الحمد للہ علیٰ ذلک اس سے حضرت مسیح کے معجزات احیاء موتی کی ایک تفسیر ہو گئی ہے۔ حضرت اقدس نے باہر آکر فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہو چکی تھی اور علامات موت بالکل ظاہر ہو چکی تھیں آنکھیں پتھرا گئی تھیں میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعدا کا ہے اس سے بچ جائیں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا یہ بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ علماء یہود کی برکت جاتی رہی تھی اور موٹے اور غلطی خیال کے لوگ تھے کسی مرگی والے کو شفا ہوئی ہوگی۔ انھوں نے یہی سمجھ لیا غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی احیاء موتی الٰہی ہے الحمد للہ اب صاحبزادہ صاحب تندرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی عمر میں برکت دے آمین۔ ثم آمین۔

خطبہ الہامیہ

بالکل طیار ہے جو چاہیں منگائیں

قیمت۔ عہ ۔ ۸؍

بیعت

محمد اسمٰعیل صاحب۔ خانپور۔ پٹیالہ کی ریاست
عبد العزیز صاحب صدیقی۔ گجرات حال کنجاہ متصل مڈل سکول ضلع گجرات۔
نواب خانصاحب۔ رسول نگر محلہ فیروزخان ضلع گوجرانوالہ معہ والدہ و زوجہ محمد شیرہ
مرزا امام بیگ صاحب نقشہ نویس چھاؤنی شاہ پور نہر جہلم کنال ڈویژن دوم
فضل کریم صاحب معمار سیالکوٹ
غلام حسین صاحب رفوگر امرتسر توبہ بھائی لدھیانہ آریہ سماج مکان قاری عبد اللطیف صاحب۔
محمد اسمٰعیل صاحب۔ نارووال سیالکوٹ
مولوی الٰہی بخش صاحب۔ بھٹی۔ ساکن ملک ہانس منٹگمری۔ امام مسجد و معلم تفسیر وحدیث و منطق و معانی و اصول فقہ
فتح دین صاحب۔ پوچھہ۔ سیالکوٹ طالب علم ہائی سکول کلاس فیروزم "
عبد اللہ خانصاحب جماعت اول "
محمد یوسف صاحب۔ مدہ بھیلووال امرتسر حال مردان پشاور۔ اپیل نویس سابق مرید نوسوی سلسلہ۔
ملا محمد نظام الدین احمد۔ مدرس حال حیدرآباد دکن آصف نگر
محمد عبد الجبار صاحب۔ چھاؤنی بنگلور
پیربخش صاحب معہ اہلبیت۔ صوابی پشاور۔ عرضی نویس۔
محمد عبد الغنی صاحب "۔ عبد العزیز معمار "
ڈاکٹر محمد عبد الغفور صاحب معہ اہلیہ مدرس پیر میور شولہ نوبہ پوسٹ ماسٹر
محمد عبد الوہاب صاحب معہ فرزندان و اہلیہ۔
محمد محی الدین حسین صاحب "
محمد عبد العزیز صاحب کاتب "

الراقم محمد سراج الحق جمالی و نعمانی

رسالہ سراج الحق حصہ دوم قیمت ۵؍ ... میں سے کل ڈیڑھ سو باقی ہے اگر احباب اسطرف توجہ فرمادیں تو کچھ بڑی بات نہیں

مجھے تیسرا حصہ اس رسالہ کا جلد شائع کرنا ہے جس میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ حالات جو مجھے ۲۱ سالہ صحبت سے حاصل ہوئے درج ہوں گے یہ خداوند خدا کا فضل اور احسان ہے جو مجھ محی بیکس کو
حضرت اقدس کی خدمت میں لایا اور سب احباب سے الا من شاء اللہ یعنی بجز دو چار کے پہلے پہونچایا اور پھر اس عظیم الشان انسان کی معیت سے سرفراز فرمایا الحمد للہ علیٰ ذلک۔ سراج الحق نعمانی و جمالی از قادیان

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا
بمنہ و کرمہ و بفضلہ تعالیٰ

پاک کرنے کے لائق ہو جاؤ گے۔ تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ اڑہ اور نفی اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے بلکہ ان کے پاس ایک اور ہی چیز تھی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے جو نور آپ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہ کے قلب پر گرتا تھا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا تاریکی کے بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا اسوقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں اور اللہ ہی اللہ رہ جائے حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ میرے صحابہ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ انسان وحدت وجود کے مسئلہ پر عمل کرے اور پھر کتے اور گدھے کو معاذ اللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اُس میں مقصود فی الذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو اور نہ کچھ اور اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

با کریماں کارہا دشوار نیست

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

مختصر نوٹ اور جملے

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ اگر مان بھی لیں تو اس سے اسلام کو کیا فائدہ؟ ہم جواباً کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کی وفات اسلام کی زندگی اور عیسائیت کی موت کو مستلزم ہے پھر کیا تم نہیں چاہتے کہ دنیا میں مردہ پرستی کا ملت ہلاک ہو اور حی قیوم خدا کی عبادت ہونے لگے۔؟

مسیح موعود دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ تمدنی طور پر امن اور صلحکاری مجلسی لحاظ سے پسندیدہ اخلاق باہم رفق و ملاطفت و شفقت و ہمدردی سیاسی حیثیت سے حاکم اور محکوم کے تعلقات میں مضبوطی حکام سے عدل و انصاف اور رعایا پر گورنری رعایا سے فرماں پذیری اور وفاداری مذہبی طور پر ایک خدا کی عبادت۔ سچی دینداری اور تقوی مختصر الفاظ میں یوں کہو کہ وہ دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرنے کا طریق پھیلانا چاہتا ہے

آج کل کے فلسفہ دانوں کے نزدیک ہمدردی خلق جو قومی حمایت کے رنگ میں ہو اعلی درجہ کی خوبی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف یا اسلام ایسی قومی حمایت اور پاسداری کو اخلاق فاضلہ میں داخل نہیں کرتا جو صرف طبعی جوش کی بنا پر عدل اور انصاف کے اصولوں کو بھی کچل ڈالتی ہے۔ اسلام اس کا نام طبعی جوش رکھتا ہے جو کوّوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کے مرنے پر ہزاروں جمع ہو جاتے ہیں پھر انسان کی کیا خوبی ہوئی لیکن وہ ہمدردی خلق (جسکو اس نے اخلاق فاضلہ کی ذیل میں داخل کیا ہے اور جس کے فلسفہ تک کوئی مذہب اور ملت نہیں پہونچ سکتا بجز اسلام کے) وہ ہے جو عدل اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو محل اور موقعہ کی مناسب ہو۔ عربی زبان میں یہ مواسات کہلاتا ہے چنانچہ اس تعلیم کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ قومی ہمدردی اور اعانت صرف نیکی اور تقوی کے کاموں میں کرنی چاہیئے گناہ اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت مت کرو۔

وجود الٰہی کے اقرار و تسلیم کی بنا اس ایک اصل پر بھی منجملہ اور اصولوں کے ہے کہ ناقص شئے سے کامل شئی کی طرف پے لے جائیں اور محدود چیز سے غیر محدود چیز کا سراغ لگائیں لیکن جب عیسائیوں کے نزدیک مسیح علیہ السلام جن کا محدود وجود اظہر من الشمس ہے اور اس میں انسانیت کے نقص و عیوب و احتیاجات کھانا پینا سونا مرنا وغیرہ بھی ثابت ہیں بجائے خود واجب بالذات ہیں تو عیسائی مذہب کے رو سے خدا کی ہستی پر کیا دلیل رہی اور اسکی ماننے کی ہی کیا ضرورت رہی جب ناقص اور محدود ہستی واجب اور خود بخود ٹھہر گئی تو پھر خدا کے ناقص اور محدود ماننے سے ان کو کونسی دلیل روک سکتی ہے؟؟؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائی مذہب کی یہ اصل کہ مسیح ہی خدا ہے دہریت کی مہد اور مواد ہے نہ خدا پرستی کی۔

انسانی روح میں ہم یہ طلب اور پیاس محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک برتر۔ اپنی ذات میں کامل ترین غیر محدود ہستی کی طرف طبعی میلان رکھتی ہے اگر یہ طبعی میلان اسی ہستی کیطرف نہ ہوتا تو دنیا میں عبادت کا مسئلہ ہی نہ ہوتا۔ یہ امر دیگر ہے کہ بت پرستی ہوتی ہے یا کیا مگر یہ بات بطور اصول سب کو ماننی پڑے گی کہ کسی کامل الصفات ہستی کیطرف روح کا رجحان ضرور ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ روح آپ سے آپ اور قدیم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ خود بخود ہوتی تو یہ طبعی میلان اللہ تعالیٰ کی طرف ہرگز نہ ہوتا کیا آریہ غور کرسکتا ہے۔ ؟؟؟

قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جو تمام صحف مطہرہ اور کتب الہامی کی جامع اور خاتم ہے فیھا کتب قیمۃ اس کی ہی شان ہے چونکہ وہ تبیانا لکل شیء ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں ہے اس لئے اب کسی اور کتاب کی ضرورت مطلق نہیں رہی لیکن ہاں ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مجدد ضرور پیدا ہوجاتا ہے جو اسلام کو نئی زندگی عطا فرماتا ہے اور مردہ روحوں کو زندگی کی روح بخشتا ہے۔ قرآن کریم کے بالمقابل دنیا کی کوئی مذہبی کتاب نہیں ٹھہر سکتی کیا انجیل ؟ جس کا اتنا بھی پتہ نہیں کہ وہ کس زبان میں نازل ہوئی تھی باوجودیکہ مسیح کی زبان عبرانی تھی لیکن عیسائی اب تک یونانی ہی کو اصل قرار دیتے ہیں پھر جس کتاب کا یہ حال ہو وہ قرآن شریف کا کیا مقابلہ کرے کیا وید ؟ جو صرف دقیانوسی خیالات کا ذخیرہ ہے اور پرانے زمانہ کی بددعاؤں کا ایک مجموعہ جس کے کلام الٰہی ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ کس پر وہ نازل ہوئے تھے جس کی زبان مردہ زبان ہے جواب کسی قوم اور ملک کی زبان نہیں۔ اس میں کوئی صداقت بجز ان باتوں کے نہیں ہے کہ خدا کی خدائی جوڑنے جاڑنے پر منحصر ہے اپنے کسی رشی منی اور پریمی بھگت کو بھی وہ سور اور سیندر اور بلا اور کتا کیڑا مکوڑا بنانے سے نجات نہیں دے سکتا۔ اور کوئی چیز کسیکو اپنی عطا اور مہربانی سے نہیں دے سکتا۔ اولاد ہونے پر نیوگ کی تعلیم دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ فخر صرف قرآن مجید ہی کو ہے کہ وہ کل صداقتوں کا مجموعہ ہے ہر بھلی بات کی ہدایت اور ہر بری بات سے منع کرتا ہے قرآن کریم کی یہ عظمت اور بزرگی اسوقت بھی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا مامور اسکو زندہ کلام ثابت کرنے کے لئے موجود ہے۔

جیساکہ ایک بند ٹوٹنے سے تیز دار دریا کا پانی اردگرد کے دیہات کو تباہ کرجاتا ہے ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہوسکتا ہے جبکہ عیسائیوں کے اصول کے موافق (معاذ اللہ) اُن نبیوں کو جن کے پاس فرشتہ آتا تھا یسوع کے کفارہ کا ایمان بدکاریوں سے نہ روک سکا۔ تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور خشک پادریوں کو جو اپنا درجہ بہر حال ان نبیوں سے کم ہی مانتے ہوں گے ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے ؟ پھر کفارہ پر ایمان دنیا میں روح اور راستی سے خدا کی عبادت اور خدا سے محبت کی تعلیم عملی رنگ میں کیونکر قائم کرسکتا ہے ؟ دانشمند غور کریں۔ ورنہ عیسائیوں سے تو ہم کو امید نہیں کہ وہ اسپر غور کریں۔

تقویٰ کے ذریعہ سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے جو انسان کی ہر اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہوتے ہیں یاد رہے کہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں شیطان کے پاس ہیں انسان کے اندر ہوتی ہیں اگر ان پر حکومت نہ کی جاویگی تو وہ انسان کو اپنا محکوم اور غلام بنا لیں گی۔ علم وعقل جو عمدہ جوہر ہیں وہ بھی بد استعمالی کی حالت میں شیطان کے رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں پس متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور کل قوی کی تعدیل کرنا ہے۔
ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اس امر کا محاسبہ کریں کہ آیا ہم اپنے قوی قانون تعدیل کے نیچے لا رہے ہیں یا اس سے باہر جا رہے ہیں۔

مردہ پرست قومیں لکڑی کے پرستار پادری کہا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا اصل بات یہ ہے کہ باطل پرستی انسان کو علوم حقہ سے محروم کردیتی ہے مردہ کے پجاریوں میں زندگی کی روح کا نفخ ہو تو کیونکر ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خوارق کو اگر الگ بھی کردیں اور صرف آپکی اصلاح ہی کو پیش کریں تو اس کے مقابلہ میں کوئی قوم دنیا میں آنے والے کسی راستباز کا معجزہ پیش نہیں کرسکتی اگر کوئی اسحالت پر غور کرے کہ جب آپ تشریف لائے پھر اس حالت کو دیکھے جب آپ دنیا سے اُٹھے تو ماننا پڑیگا کہ یہ اثر بذات خود لانظیر اعجاز ہے یسوع کے ان معجزوں کی جو انجیل میں لکھے ہیں کیا حقیقت رہ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مصیبت اور گرفتاری کی گھڑی پر گرفتار کرانے والے اور لعنت بھیجنے والے ان کے مخلص احباب ہی تھے اور بالمقابل

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح پر انھوں نے حضور کی راہ اور اطاعت میں اپنے جان اموال و انفاس و اوطان کو قربان کر دیا۔ کیا مادر گیتی ایسی نظیر کبھی پیدا کر سکی ہے؟ ہرگز نہیں اسپر بھی یہ کہنے کا حوصلہ کہ کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا بے شرمی اور بے حیائی میں داخل ہے۔ اسکو بھی جانے دو۔ رسول کریم کے اعجاز کا میدان قیامت تک وسیع ہے۔ ہر زمانہ میں ایک کامل انسان موجود ہوتا ہے جو زندہ شہادت ان خوارق کی دیتا ہے چنانچہ اسوقت بھی کاسر الصلیب **مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود** اپنے زندہ نشانات اور خوارق کے ساتھ افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ثابت کر رہا ہے اور مردہ پرست قوم دم نہیں مار سکتی۔

گناہ کا سچا کفارہ کیا ہے؟

توبہ! توبہ کیا ہے؟ اپنی غلطی پر اطلاع پا کر اس سے صواب کی جانب رجوع کرنا اور پھر اصلاح کے لئے درست اسباب کو اختیار کرنا۔ قرآن کریم نے اس میں فطرۃ انسانی کے اعمال اور آثار کی سچی تصویر کھینچدی ہے انسان سے قصور ہو جانا اور لغزشوں کا واقع ہو جانا اس لئے ہے کہ تا یہ اپنے عجز عبودیت اور عظمت الوہیت کو بھول نہ جاوے خطا کے بعد خشوع و خضوع اور دلی ندامت اسکو پیدا ہوتی ہے تو اس سے حق تعالیٰ کی عظمت کا جدید انکشاف اسکو حاصل ہوتا ہے پس یہی منشاء ربانی توبہ سے ہے اور انسان کی انابت و رجوع کو قبول کرنا فضل رحمانی ہے جس سے آریہ اور دیگر مذاہب محروم ہیں انھوں نے توبہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور اس لئے فائدہ نہیں اٹھایا۔

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۹ جلد ۵

تبلیغ حق اور اتمام حجت

یہ امر ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں ہے کہ تبلیغ حق کے لئے حضرۃ اقدس ایدہ اللہ بنصرہ کی روح میں کس قدر تڑپ ہے کہ باوجودیکہ حضرت اقدس گورداسپور میں اس سفر کی کوفت اور تکان اور اسہال اور پیچش کی وجہ سے بہت نحیف کمزور ہو رہے تھے پھر مہدی حسن صاحب تحصیلدار خصتی اور انکے دوستوں سے بات چیت کرنے کی اجازت ڈاکٹر فیض قادر صاحب کو حضور نے دیدی تھی چنانچہ بعد نماز مغرب وہ لوگ آ پہونچے جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ہم ذکر کر آئے ہیں حضرت اقدس نے اس سے پہلے کہ اپنے دعوی کے متعلق کوئی کلام کریں فرمایا۔ دو دن سے مجھے بہت تکلیف ہے پیچش کی وجہ سے اگرچہ میں اس قابل نہ تھا کہ کوئی گفتگو کر سکوں مگر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اپنے شبہات دور کرنے میں مدد دوں اور وہ بات آپ تک پہونچا دوں جو میں لیکر آیا ہوں۔ اس قدر مختصر سی تمہید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کلام اسطرح شروع فرمایا۔

اصل میں بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو ہر روز لوگوں کی نظر میں ہوتے ہیں اور جنکو وہ دیکھتے ہیں اور دوسری ایک اور قسم بھی خدا تعالیٰ کے کاموں کی ہے جو کبھی کبھی ظاہر ہوتی ہے چونکہ وہ کبھی کبھی ہوتی ہیں اس لئے لوگوں کی نظروں میں عجیب ہوتے ہیں اور انکا سمجھنا ان کے لئے مشکل نظر آتا ہے مگر سمجھدار آدمی تعصب سے خالی ہو کر ان پر غور کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ بھی ان کے لئے ایک راہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ ان کو سمجھ لیتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر نا اہل ضدی اور متعصب اپنر توجہ نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر رکھکر اپنر فکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ان عجیب در عجیب کاموں سے سب سے بڑا کام اس کے نبیوں رسولوں اور ماموروں کا آنا ہے۔ یہ لوگ اسی زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور عام آدمیوں کی طرح بشری حوائج اور کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں ہوتے کوئی اوپری اور انوکھی بات ان میں ایک خاص زمانہ تک پائی نہیں جاتی اس لئے جب وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا تعالیٰ ہم سے کلام کرتا ہے یا وہ واقعات آیندہ کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پا کر کچھ بولتے ہیں تو لوگ ان کی ان باتوں پر تعجب کرتے ہیں سعادت مند اور رشید لوگ تو جیسا کہ مینے بیان کیا ہے انکی طرف رجوع کرتے ہیں مگر متکبر ضدی انکار کرتے اور انکی باتوں کو ٹھٹھے اور ہنسی میں اڑاتے ہیں پس جبکہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک **قانون** ہے جسکو ہم انبیاء اور مرسلین کی زندگی میں جاری پاتے ہیں تو ہمارے لئے یہ امر کبھی بھی ناخوش یا رنج دلانے والا نہیں ہو سکتا مجھپر اگر ہنسی یا ٹھٹھا کیا جاتا ہے یا کیا جاوے تو مجھے اس کی پروا نہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں دنیا کے لوگ جو تاریکی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں ایسے ہی سلوک کرتے ہیں۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے

کہ یہ امر مشکل ہے کہ دنیا کا ایک ہی مذہب ہو جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی اپنا ایک قانون مقرر فرمادیا ہے کہ قیامت تک دنیا میں تفرقہ ضرور رہے گا چنانچہ قرآن شریف میں یہ امر بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ قرآن کریم سے بڑھکر اور کوئی تعلیم کامل کیا ہوگی اس میں سب سے بڑھکر آیات اور برکات رکھتے ہوئے ہیں جو ہر زمانہ میں تازہ اور زندہ ہیں پھر اگر یہ قانون الٰہی نہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ دنیا کی کل قومیں اسکو قبول کرلیتیں مگر خاص زمانۂ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی دوسرا فرقہ موجود تھا۔ جیسا نبی کامل تھا ویسی ہی کتاب کامل تھی لیکن ابوجہل اور ابولہب وغیرہ نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ وہ یہی کہتے رہے ان ھذا لشیء یراد میاں یہ تو دوکانداری ہے اور خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔ اللہ تعالےٰ نے جو اس میں مَا کے ساتھ حصر کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو سچا ہے اُس کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا ضرور کیا جاتا ہے اگر یہ نکیا جاوے تو خدا کا کلام صادق نہیں ٹھہرتا صادق کی یہ بھی ایک نشانی ٹھیری۔ ✝

کہ دنیا کے سطحی خیال کے لوگ ان سے ہنسی ٹھٹھا کریں۔ جیسا آدمؑ کے ساتھ کیا گیا نوح کے ساتھ کیا گیا موسیٰ اور مسیح کے ساتھ کیا گیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وعلیہم وسلم سے کیا گیا ایسا ہی مجھ سے بھی کیا جانا ضروری تھا۔ تو میری غرض اس بیان سے یہ تھی کہ میرے دعوی کو بھی اسی طرح تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسے پہلے ماموروں کی دعاوی کو دیکھا گیا اور جو کچھ ان کے ساتھ مخلوق پرستوں نے سلوک کیا ضرور تھا کہ میرے ساتھ بھی کیا جاتا کیونکہ قانون الٰہی اسی طرح پر ہے۔ آپ لوگ آگئے ہیں چونکہ عمر کا کچھ اعتبار نہیں ہے کوئی احمق ہوگا جو عمر کا اعتبار کرتا ہو اور موت سے بے فکر رہے۔ اس لئے مجھے تبلیغ حق کے لئے کہنا پڑتا ہے مجھے اس بات کی کچھ پروا نہیں کہ کوئی مانتا ہے یا نہیں میری غرض صرف پہونچا دینا ہے کیونکہ میں تبلیغ ہی کے لئے مامور ہوا ہوں۔

یاد رکھو کہ اتمام حجت کے لئے انبیاء علیہم السلام کے آدم سے لے کر اسوقت تک تین طریقے ہیں۔ اول **نصوص کتابیہ** یعنی خدا تعالےٰ کی کتاب کی کھلی کھلی پیشگوئیاں دوم نصوص عقلیہ جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یعنی اگر ہم نبیوں کے کلام کو سنتے یا عقل رکھتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے۔

عقل ناقص جہالت سے بڑھ کر نقصان رساں ہے مثل مشہور ہے نیم ملا خطرہ ایمان۔ ناقص عقل تکذیب اور توہین کی طرف جلدی کرتی ہے غرض تو دوسرا نشان عقل رکھا ہے تیسرا نشان جو خدا نے مقرر کیا ہے وہ تائیدات سماویہ ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے ساتھ ضروری ہوتا ہے کہ تائیدات سماویہ بھی ہوں اس کے اور اس کے غیر میں ایک فرقان ہوتا ہے جس سے غیر کو شناخت کرسکتے ہیں کیونکہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آتا اور جس کا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ نہیں ہے اسکو وہ نور اور فرقان نہیں دیا جاتا اس فرقان میں ظاہر اور باطن کے برکات ہوتے ہیں۔ اور دانشمند انسان قوت شامہ سے تمیز کرلیتا ہے کہ اس کے ساتھ تائیدات سماویہ ہیں اب میں ہر ایک صاحب سے یہی کہتا ہوں کہ میں اپنی ساتھ

✝ **نوٹ** انا بذلک وصدقنا بہ در حقیقت صادق کے صدق کی یہ نشانی ہے کہ صادق کی تکذیب کی جائے تحقیر کی جائے تحقیر اور توہین کی جائے اس سے ہنسی اور ٹھٹھے اور تمسخر کئے جائیں اور کاذب کی تصدیق اور تکریم کی جائے اس کی ہر ادا پسند کی جائے اسکی تعریف میں منہ سوکھ ہو جائیں۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کی دربار شاہی میں کسقدر بے عزتی کی گئی سخت سپرد کئے گئے ایک عدالت سے دوسری عدالت میں پابجولاں چالان کیا گیا برخلاف آپ کے کذاب ناپاک بد باطن روسیاہ

بقیہ نوٹ قیصر کے دربار میں کرسی نشین سمجھے گئے فاضل وقت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو راس المرسلین اور خاتم النبین تھے کسقدر توہین اور ملامت کا نشانہ بنے طائف کے لچوں کا واقعہ اور نیز ہجرت کے وقت مکہ کے لعنتوں کا قصہ اور آپ کے غار ثور میں رہنے کا بیان لوگوں پر پوشیدہ نہیں اسی طرح حضرت ابراہیم اور لوط موسیٰ اور نوح علیہم السلام کے حالات مخفی نہیں کہ کس کس طرح کی ایذائیں ان کو پہنچیں اور کیسے کیسے تمسخر اور ٹھٹھے کئے گئے علی ہذا القیاس اس چودھویں صدی کا

بقیہ نوٹ بدر تمام انبیاء کا بروز اور کل رسولوں کا وارث امام ہمام مسیح موعود جس کی اللہ تعالیٰ عرش سے حمد کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکو سلام پہونچاتا ہے جب مبعوث ہوا تو اسی سنت اللہ کے مطابق اس کے ساتھ بھی وہی ہوا جو اس سے پہلے صادقوں اور راستبازوں کے ساتھ ہوا۔ یہ تازی بات ہے کہ جب اس مثیل مرسلین و محدث اللہ نے دہلی میں قدم رنجہ فرمایا تو طائف کے اوباشوں اور مسخروں کی طرح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے تھے دہلی کے

یہ تینوں قسم کے ثبوت لے کر آیا ہوں اور خوب سمجھنے اور سوچنے والے کے لئے کافی ہیں لیکن اگر خواہ نہ خواہ تکذیب ہی کرنی ہے تو یہ امر دیگر ہے اس کے سامنے تو چکہ تطرصاف نہیں ہے فرشتہ بھی دیو سے بدتر ہے اس لئے ایسے لوگ ہمارے مخاطب نہیں ہو سکتے جو سراسر ضد اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں ہماری کلام سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور تعصب سے خالی ہیں ان کو یقین ہے کہ ایک دن ہم کو مر کر خدا کے حضور جانا ہے ایسے لوگوں کو ان باتوں میں جو خدا تعالے کے روح کے فیض کا نتیجہ ہیں ایک چمک اور روشنی مل جاتی ہے جس سے وہ تعصب اور ضد کے تاریک غاروں سے بچکر نکل آتے ہیں +

بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ یا تو اُن کو تعصب آتا ہی نہیں اور یا جیسے زرداب پانی پر آجاتا ہے اور پھر ہٹ جاتا ہے کبھی نفسانی باتیں بھی آجاتی ہیں مگر نفس لوامہ کی تحریک سے بچ جاتے ہیں بعض شخص میں نے دیکھے ہیں کہ ابھی ہنستے تھے اور اسی وقت روتے ہیں علیگڈھ میں میں نے ایک تحصیلدار کو دیکھا کہ پہلے وہ ہنستا تھا لیکن کچھ رقت کی باتیں سُنکر اسقدر رویا کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہو گئی۔ یہ سچ ہے۔

حضرت انسان کہ حد مشترک است
میتواند شد مسیحا می تواند شد خرے

اصل بات یہی ہے کہ جب خدا کا نور چمک اٹھتا ہے تو پتہ نہیں لگتا کہ نار اور ظلمت کا مادہ کہاں گیا جو لوگ معصیت۔ ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں وہ کبھی اُمید نہیں رکھتے ہونگے کہ یہ عادت ان سے دور ہو گی۔ لیکن اگر انسان میں حیا ہو اور تقوی اور مآل بینی سے کام لے تو کچھ مشکل نہیں کہ خدا تعالے اس کی دستگیری کرے آپ کو معلوم نہیں میرا کیا حال ہے اور میں آپ کے حالات سے واقف نہیں میرا یا آپ کا کوئی حق نہیں ہو سکتا کہ ایک دوسرے کی نسبت کوئی رائے قائم کریں خدا تعالے نے اس سے منع فرمایا ہے

لا تقف ما لیس لک بہ علم

ہمارا یہ مقدمہ ہی دیکھلو ڈیڑھ برس سے چلتا ہے اب* معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے فیصلہ کی راہ نکال دی ہے پھر دین کے معاملہ میں بھی جو اخفی ہے آخر ایک راہ نکل آتی ہے۔

غرض میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ میرے دعوی کے دلائل اور ثبوت وہی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے لئے ہیں۔ یہ سلسلہ جو خدا نے قائم کیا ہے یہ منہاج نبوۃ ہی پر واقعہ ہوا ہے لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ اسکو کسی اور معیار کے ساتھ جانچنا چاہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسکو اسی معیار پر کسو جس پر انبیاء علیہم السلام کو پرکھا ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس معیار پر یہ پورا اترے گا۔

میرا دعوی یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جو آج سے قریباً انیس سو سال پیشتر ناصرہ کی بستی میں پیدا ہوا تھا وہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور مسیح موعود جس کا خدا تعالے نے وعدہ کیا تھا وہ میں ہوں میرے مخالفوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور انسان ہو کر بھی وہ وہاں حوائج بشری سے بے نیاز ہو گیا ہے اور کسی دوسرے وقت وہی آسمان سے فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہو گا۔ خدا تعالے اسکو قبول نہیں کرتا۔ خدا تعالے نے اپنے فعل اور اپنی تائیدوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دعوی ایک خیالی اور وہمی دعوی ہے خدا کے پاک کلام میں اس کا اظہار نہیں ہوا۔ اور نہ اس دعوی کے کرنے والوں کو خدا نے میرے مقابل پر سماوی تائیدوں سے کامیاب کیا اور نہ عقل صحیح نے اُنکا ساتھ دیا۔

بات یہ ہے کہ یہ قصہ اسرائیلی روایتوں سے ہمارے مخالفوں نے لیا ہے ورنہ ہمارا دستور العمل تو

بقیہ نوٹ صفحہ سفلوں نے اسی طرح شور و غل مچایا یہاں تک کہ ناعاقبت اندیش ٹھٹھا کرنے والے نے جیل سے بنکر ایک اشتہار دیا کہ میں ابھی آسمان سے فتح گڑھ منارہ پر نازل ہوا ہوں اس سیاہ جھوٹ کے تمام مولوی صوفی درویش حامی ہوئے اور سب اس کی پیٹھ ٹھونکنے لگ گئے کہ شاباش تو نے خوب کام کیا۔ اللہ اللہ وہ بھی ایک صدق وکذب کا نظارہ تھا کسی کے منہ سے نہ نکلا کہ او مفتری تو نے یہ کیا ناشائستہ کام کیا ایک روز خدا کے عرش کے آگے کھڑا ہونا ہے خدا سے ڈر وہ لمبی چوڑی مہروں والے مولوی اس فعل قبیح سے ایسے خوش تھے جیسے محرم کے چاند سے تعزیہ داروں کو خوشی ہوتی ہے۔ ایک میر منشی رامپوری سیاہ شحنہ مجسم جھوٹ کا پُتلا الدالخصام اور......... نے بھی کبھی اپنے شحنہ میں یہ تذکرہ نہ کیا کہ اُس کا نبی کی یہ کاروائی کیسی بیہودہ تھی اُس بات کو یہ شحنہ حق ایسی ہضم کر گیا جیسے حلال خور ایک مردار کو ہضم کر جاتا ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ اس کے ضمیمہ شحنہ کا وہ دندان شکن جواب دوں کہ جس سے اس کی جورو بھی بھولجائے مگر ہمارے امام و مرسل اللہ نے فرمایا کہ اس کذاب کو خدا پر چھوڑو کہ وہ منتقم حقیقی ہے اور اسی سے انتقام چاہو اس لئے میں نے اس بے ادب کے جواب سے اپنے قلم کو

---

* اس فقرہ پر غور کرنے والی طبعیتیں اب مزا لیں گی۔ جبکہ انہیں معلوم ہو جائیگا کہ اس کلام کے فرمانے کے ۲۶ روز بعد مقدمہ فتح ہو گیا۔ ایڈیٹر

کتاب اللہ ہے جسکو خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وہ قول فیصل ہے وہ **میزان ہے** وہ بتیاتا لکل شئے ہے۔ اور ہمارا ہادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اب اول سے آخر تک جو شخص قرآن کریم کو دیکھے گا کہ نہیں متوفی کا لفظ مُردوں ہی پر بولا گیا ہے اور یہی لفظ مسیح ابن مریم کی نسبت کہا گیا ہے۔ یہ لفظ مُردہ کے معنوں میں ایسا عام ہے کہ بیڑاری تک بھی جانتے ہیں کہ اس کے معنے بجز مرنے کے اور کچھ نہیں ہیں حدیث کو پڑھو تو وہاں بھی یہ لفظ موت ہی کے معنوں میں آیا ہے۔ غرض قرآن شریف کو اگر غور سے پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم مر چکا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ قرآن شریف کے کسی ایک مقام ہی سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے بلکہ قرآن شریف کی تیس آیتوں سے واضح طور پر مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ایسا ہی احادیث مسیح کی وفات پر شہادت دیتی ہیں۔ تاریخی طور پر صحابہ کا پہلا اجماع ہی مسیح کی وفات پر ہوا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جہان سے انتقال فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے کہ اس شخص کو قتل کر دیا جاویگا جو آپ کو مُردہ کہے گا اور اس سے ایک عظیم شور مچ گیا۔ اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** اٰہ اب ایک دانشمند اور سلیم الفطرۃ انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر یا کسی صحابی کے ذہن میں مسیح ابن مریم کی زندگی کا خیال تھا تو یہ استدلال تام کیونکر ہو سکتا تھا اور کیوں کسی صحابی نے نہ کہا کہ یہ آپ کیا کہتے ہیں مسیح تو ابھی زندہ ہے مگر نہیں سب خاموش ہو گئے اور حضرت عمر کی بھی تسلی ہو گئی صحابہ کی ایسی حالت ہوئی کہ بار بار وہ اس آیت کو پڑھتے تھے۔ باقی آئندہ

اخوت اور صداقت

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم و اتقوا الله لعلكم ترحمون

مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو تا کہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جاوے۔

صنوان یعنی وہ دو شاخیں جو ایک درخت کی جڑ سے نکلتی ہیں وہ اُس درخت کی نسبت آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوتی ہیں اسی طرح اُنکا پھل بھی باہم زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ چونکہ دو بھائی بھی ایسی ہی ہوتے ہیں اور اصل و پیدائش نشو و نما اور غالباً تعلیم و تربیت کے لحاظ سے مساوی ہوتے ہیں اس لئے بھائی کو چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے ماں باپ اور جورو بچوں کی نسبت زیادہ تر مانوس ہو۔ چونکہ ماں باپ کی عظمت اور اُن کا احترام اور بچوں کی تنبیہ اور تادیب درمیان میں حائل ہوتی ہے اس لئے وہ اُن کے ساتھ پورے طور پر مانوس نہیں ہو سکتا لیکن اصل اور تربیت کے اتحاد کے لحاظ سے بھائی کا مرتبہ اس سے فائق ہے۔ کیونکہ اختلاف تربیت کو الفت نفرت اور محبت وحشت میں بہت بڑا دخل ہے۔ یہی ایک چیز ہے جس کے باعث جوروؤں اور خاوندوں میں ہمیشہ تکرار اور آئے دن جوتی پیزار رہتی ہے اور صد ہا گھرانوں اور بے شمار خاندانوں کے انتظام درہم برہم ہو جاتے ہیں اور تمام قوم تباہی اور بربادی کے گڑھوں کے کنارے لگ جاتی ہیں۔

جورو یا خاوند کی نسبت بھائی کو ایک اور فضیلت ہے وہ یہ ہے کہ بھائی کی امداد اور کوشش سے دوسری جورو یا خاوند دوبارہ مل سکتا ہے لیکن جورو یا خاوند کی مدد سے دوسرا بھائی میسر نہیں آ سکتا ہے چنانچہ ایک عورت کی حکایت مشہور ہے کہ حجاج اُس کے بیٹے بھائی اور خاوند تینوں پر غضبناک ہوا اور اُن کو قتل کرنا چاہا مگر اُس نے عورت سے کہا کہ ان تینوں میں سے ایک کو پسند کرے جو تیری کھلانے پلانے کا کفیل ہو اُسکو چھوڑ دیا جاویگا عورت نے یہ کہکر بھائی پسند کیا کہ بیٹا اور خاوند تو اور بھی مل سکتا ہے مگر بھائی کا ملنا ناممکن ہے۔ حجاج نے اُس عورت مذکور کے عاقلانہ اور حکیمانہ قول کو نہایت پسند کیا اور اُن سب کو چھوڑ دیا۔

ہر ایک قریب اور رشتہ دار کو ایک خاص وجہ سے ایسی ہی افضلیت ہے جو دوسرے رشتہ دار کو حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ جسطرح ماں باپ کی محبت عظمت اور احترام کی وجہ سے افضل ہوتی ہے اسی طرح اولاد کی محبت رافت اور شفقت کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے مگر بھائی کے ساتھ باہمی مسرت اور مساوات اور ہمسری کی محبت ہوتی ہے۔ اسی واسطے بھائی کو شفیق کہتے ہیں گویا کہ وہ ایک چیز کے دو ٹکڑے ہیں۔ چونکہ بھائی کی محبت کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسی لئے سچے دوست کو بھی بھائی کہتے ہیں اور اسی لئے قرآن مجید لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ وہ سب آپس میں سچے دوست اور بھائی ہو جائیں چنانچہ فرماتا ہے **انما المومنون اخوة** یعنی ایمان والے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا ہے **فاصلحوا بين اخويكم**

یعنی اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو۔ اور لفظ انما سے حصر کرنے اور ف کے ساتھ عطف کرنے اور بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لانے سے جس قدر اس اخوۃ کی تاکید مقصود ہے وہ ظاہر ہے۔ اس کے بعد فرمایا ہے واتقوا اللہ (اللہ سے ڈرو) یعنی اس اخوۃ کے تمام حقوق کو ادا کرو اس کے بعد فرمایا ہے لعلکم ترحمون (تاکہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جاوے جو شخص اس صراط مستقیم پر قائم رہے وہ بے شک دنیا اور آخرت میں خدا کی رحمت کا سزاوار ہے۔

عام لوگ ہر شخص کو جس سے انکو کچھ بھی تعلق ہوتا ہے دوست یا بھائی کہدیتے ہیں حالانکہ صداقت اور اخوت ایسی عام نہیں ہے۔ اس موقعہ پر میں اس خط کا خلاصہ لکھتا ہوں جو میں نے اپنے سچے دوست کے نام لکھا تھا جسکو میں نے شام کے ایک شہر میں بھائی بنایا تھا۔ وہ یہ ہے۔

میں چاہتا ہوں اس شریف لقب (الاخ الصدیق) کی نسبت جس کا اطلاق میں نے آپ پر کیا ہے آپ کو چند کلمات لکھوں۔ عام لوگوں کی عادت ہوگئی ہے جس شخص سے انکو اجتماعی یا تمدنی تعلقات میں سے کوئی بھی تعلق ہوتا ہے اس پر اس مقدس خطاب کا اطلاق کردیتے ہیں اگرچہ وہ تعلق کیسا ہی بودا اور غیر مستحکم ہو۔ اگر کسی اجتماع کا باعث اکل و شرب لہو و لعب قیل و قال ہو تو ایسے لوگوں کو اصحاب الوجوہ کہنا چاہیئے جس قوم میں کاہلی اور سستی اور بیکاری زیادہ ہوتی ہے اس میں ایسے لوگ اور اس قسم کے مجمعے کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کے اجتماع کا سبب مالی فائدے اور تجارتی کاروبار کے شخصی تعلقات ہیں تو ایسے لوگوں کی دوستی کو تجارتی محبت کہنا چاہیئے۔

جن شہروں میں آبادی زیادہ اور تجارت وصنعت حرفت کے کاروبار بکثرت ہوتے ہیں اور تمدن کا دائرہ وسیع ہوتا ہے ان میں اس قسم کے مجمعے بہت ہوتے ہیں۔ مگر جبکہ انکے اجتماع کا باعث اتحاد خصائل اور توافق اخلاق ہو تو ایسے لوگوں کی محبت کو صداقت کہہ سکتے ہیں خصائل اور اخلاق کے اختلاف کے لحاظ سے اس کے بھی مختلف اقسام ہوسکتے ہیں۔ صداقت کا لفظ عام لوگوں کی زبانوں پر جاری ہے مگر وہ اس کے معنے نہیں سمجھ سکتے کیونکہ جس چیز پر اس کی بنیاد ہے وہ صدق ہے حاضر و غائب ظاہر و باطن قرب و بعد رنج و راحت میں اور یہ کبریت احمر سے بھی زیادہ نادر الوجود اور کمیاب ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں نے صدیق کے وجود کا انکار کیا ہے ایک شاعر کہتا ہے۔

سمعنا بالصدیق ولا نراہ
علی التحقیق یوجد فی الانام
واحسبہ محالا ونمقوہ
علی الوجہ المجاز من الکلام

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے

ایقنت ان المستحیل ثلاثۃ
الغول والعنقاء والخل الوفی

جن لوگوں کی محبت اور صداقت کی بنیاد پاکیزہ خیالات اور شریف مقاصد پر ہوگی ان کی صداقت زیادہ مستحکم اور عسیر الانحلال ہوگی۔ مگر ہاں صداقت پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا حسن خلق اور تہذیب نفس پر منحصر ہے۔ کیونکہ جن کے اخلاق فاسد ہوتے ہیں ان کے خیالات ایک حالت پر نہیں چھوڑتیں۔ ہمارے ملک میں صدہا تجارتی کمپنیاں اور صناعی کمیٹیاں قائم ہوئیں مگر فساد اخلاق نے ان کے افراد کو متفرق اور منتشر کرکے دیکھنے والوں اور غور کرنے والوں کے لئے ایک عبرت انگیز نمونہ بنا دیا۔ اکثر اوقات ان میں ایسی خفیف باتوں پر تنازعہ ہوا جن کی طرف کوئی عقلمند اور مہذب آدمی ہرگز التفات بھی نہیں کرتا جیسے مجلس کے صدر مقام پر بیٹھنا یا کاغذات پر مہر لگانا یا پریسیڈنٹ اور سکرٹری کا خطاب اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہی فساد اخلاق کا سبب ہے جس سے اس وقت مشرقی یا اسلامی اقوام میں تنازعات اور خصومات برپا ہو رہے ہیں اور وہ تنزل اور پستی کے انتہائی درجہ پر پہونچ گئے ہیں۔ (المنار)

ستائی ہوئی خاوندونکی ایسوسی ایشن

ولایت میں ان خاوندوں نے ایک ایسوسی ایشن قائم کی ہے جو اپنی بیویوں کے ہاتھوں سے سخت بیزار ہیں اور ان سے اپنی مخلصی چاہتے ہیں۔ ایسی خاوند پارلیمنٹ سے حسب ذیل قانون پاس کرانا چاہتے ہیں (۱) وہ آسانیاں دور کی جائیں جس سے شراب خوار بیویاں اپنے خاوندوں کی جائیدادیں رہن رکھکر روپیہ حاصل کرلیتی ہیں۔ (۲) خاوندونکو اختیار دیا جائے کہ جب بیوی مکان کے اندر بیہوش ہو تو اسکو فوراً قید کرلیں اور اس سی اسی وجہ پر علیحدگی حاصل کرسکیں (۳) تجربہ کار انسپکٹروں کو اختیار دیا جائے کہ جب خاوند اپنی بیوی کی نسبت بدمستی کی رپورٹ کرے تو مکان میں داخل ہوکر اسکی بابت دریافت کرے۔ (۴) بچوں کی عدم نگرانی اور تعلیم وغیرہ سے غفلت کے بارہ میں جو مقدمات قائم ہوں بیوی کے قابل الزام ہونیکی صورت میں خاوند ان سے بری کیا جائے (۵) جب یہ ثابت ہو کہ لڑکی ماں کی بدمستی کے باعث اسکول نہیں جاتی تو اسکی ماں مستوجب سزاوار قرار دیجائے (۶) شرابخوار بیوی کے بچوں کی پرورش کے واسطے مکانات تجویز کیے جائیں جبکہ خاوند ان کی خبر لینے سے معذور ہوں۔ (۷) اس قانون کے پاس کرنے کا خرچ اس محاصل پر ڈالا جائے جو مسکرات کی فروخت سے حاصل کیا جاتا ہے ولایت میں شرابخواری کی درگت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے جس بدی کی ہماری تہذیب لوگ خوشی اور فخر کے ساتھ تقلید کرتے ہیں۔

مراسلت

جناب ایڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ اس مضمون کو اپنے اخبار معدلت اظہار کے کالم میں جگہ دیکر ممنون فرمائیں۔ یہ مضمون یہاں کے بڑے پادری رورنڈ میچل صاحب کو میں نے حسب فرمایش اُن کے بھیجا ہے تاکہ وہ جواب دیں اور تقریب اس مضمون کے لکھنے کی یہ ہوئی کہ یہاں کے پادری بعض مسلمانوں کو بہکایا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بائبل میں نہیں ہے ۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے ایک خط مشن میں بھجوایا کہ اگر وہ بشارت سننا چاہیں تو آئیں اور ہم سے بشارت سنیں اور اُنہیں کچھ عذر ہو تو بحث کریں چنانچہ ایک پادری جون پال صاحب آئے ۔ میں نے استثناء ۱۸ باب کی بشارت پیش کی اور اسپر ایک مختصر تقریر کرکے سمجھایا کہ وہ بشارت سوائے رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے لئے نہیں ہوسکتی ہے ۔ پادری صاحب پہلے تو درمیان تقریر میں کچھہ ٹوکتے ٹکٹکتے رہے لیکن جب میں نے تقریر ختم کرکے جواب طلب کیا تو بالکل خاموش رہ کر اُنھوں نے کہا کہ ہم اس کا جواب کل پادری صاحب (یعنی بڑے پادری صاحب) سے اجازت لے کر دیں گے اور یہ مناظرہ عام جلسہ میں ہونا چاہیئے ۔ میں نے کہا اچھا آپ جائے اور میری باتوں کو سوچتے رہیئے گا اور جواب سے جلد سرفراز فرمائے گا آخر بہت روزوں کے بعد مجھے یہ جواب ملا کہ کل روز مشن اسکول واقع بڑے بازار مونگیر میں یہ مناظرہ ہوگا ۔ چنانچہ میں نے جان پال صاحب سے ایک روز قبل مباحثہ کے شرائط مباحثہ طے کراکر دستخط کرائے ۔ مباحثہ کے دن دونوں طرف کے لوگ جمع ہوئے اُس میں عیسائیوں کی طرف سے اس شہر کے اکثر دیسی پادری اور عیسائی اور خاص رورنڈ میچل صاحب بھی موجود تھے اور رورنڈ میچل صاحب یوروپین اس شہر کے بڑے پادری ہیں ۔ میں نے پھر اُسی بشارت پر تقریر کرنی شروع کی لیکن بخلاف شرائط طے شدہ اور بخلاف آداب مناظرہ کے پادری میچل صاحب وغیرہ نے تقریر کو ناتمام رکھنے کو کہتے رہے اور یہ عذر پیش کیا کہ مضمون بڑا ہے آپ تقریر کو مختصر کیجئے ۔ اسپر میں نے کہا کہ اگرچہ یہ عذر آپ کا خلاف شرائط طے شدہ اور آداب مباحثہ کے ہے تاہم میں تقریر کو مختصر کرتا ہوں مگر اسطرح سے کہ میں کسی پوائنٹ کو ترک نہ کروں گا اسپر بھی وہ سب ملکر اصرار کرنے لگے کہ نہیں آپ صرف دعوی بیان کیجئے اور اسپر کسی قسم کی بحث نہ کیجئے ۔ میں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا اور کوئی عقلمند اس شرط کو منظور نہیں کرسکتا ہے کیونکہ دعوی بلا دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا اگر آپ کو بحث کرنا منظور نہیں ہے تو تشریف لے جائے ۔ آخر بہت بق بق اور زق زق کے بعد پادری میچل صاحب نے یہ کہا کہ یہ تقریر آپ کی بہت طول ہے میں زبانی جواب نہیں دے سکتا تحریر کرکے بھیجدیں تو میں اُس کا جواب دے سکتا ہوں ۔ اسپر یہ تحریر لکھی گئی جو ذیل میں درج ہے تھوڑا تھوڑا میں ہر ہفتہ میں آپ کے اخبار میں چھپوا تا رہوں گا اور یہ مضمون پادری میچل صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا ہے ۔ وھو ھذا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون نمبر ا

۹ ار جولائے ۱۹۰۱ء ۔ از طرف امداد حسین احمدی ۔

بخدمت شریف جناب رورنڈ پادری میچل صاحب ۔ تسلیم ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم سے اور آپ لوگوں سے شرائط مباحثہ طے ہوکر دونوں فریق کے دستخط بھی ہوچکے تھے ۔ تاہم آپ لوگوں نے اُن شرائط کی پابندی نہیں کی ۔ اور شرائط کو توڑ کر آپ لوگوں نے یہ چاہا کہ حقانیت کو چھپائیں ۔ دیکھئے شرائط نمبر ۴ میں لکھا ہوا ہے کہ پہلے مسلمانوں کیطرف سے ایک شخص تقریر کرے گا کہ یہ پیشگوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے نہ کہ مسیح کے لئے ۔ اور درمیان فریق عیسائی کو کوئی حق نہیں ہوگا کہ کچھہ بول اُٹھے یا تقریر کو مختصر کرنے کے لئے کہے ۔ اور یہی حق عیسائیوں کو بھی اُن کی تقریر کے وقت ہونا لکھا ہے ۔ لیکن اس کے خلاف آپ لوگوں نے تقریر میں ٹوک ٹاک کرنا شروع کیا اور یہ کہا کہ تقریر بڑی ہے ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے ۔ اور بق بق زق زق کرکے ناحق وقت کو ضائع کیا ۔ خیر حسب فرمایش آپ کے میں اپنا دعوی مع دلیل تحریر کرکے بھیجتا ہوں ۔ آپ اسکو غور کرکے پڑھیں اور اگر جواب دیں تو سلسلہ وار جواب دیں اور صرف فضول کہہ کر نہ ٹالیں اور اگر فضول ہو تو اسکو فضول ثابت کرکے دکھائیں ۔ اور جواب دینے میں ایک بات کا لحاظ رکھیں کہ جو دعوی کریں وہ اپنی کتاب ہی کریں یعنی بائبل سے اور کچھہ عقلی دلائل بھی اپنی کتاب سے لائیں ۔ یعنی بائبل سے ۔ یہ نہیں کہ مدعی سست وگواہ چست ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کی توضیح وتشریح اپنی طرف سے کریں اور ہمپر بھی یہی فرض ہوگا کہ اپنی کتاب قرآن وحدیث کے پابند رہیں ۔ اور یہ بات شرائط مباحثہ میں بھی طے پاچکی ہے ۔

نمبر ۲ ۔ میرا دعوی یہ ہے

کہ استثنا ۱۸: ۱۵-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-آیات کی پیشگوئی جن میں ایک مثیل موسیٰ کے آنے کی خبر ہے ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے نہ کہ مسیح کی۔ اور یہی دعویٰ قرآن مجید میں بھی موجود ہے جیسا انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ٥ ہم نے تمھاری طرف ایسا رسول تمپر شاہد بھیجا جیساکہ میں نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ اب میں پوری پیشگوئی نقل کردیتا ہوں پھر ہر ایک آیت پر بحث کروں گا۔

استثنا ۱۸: ۱۵۔ خداوند تیرا خدا تیرے درمیان میں سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھریو۔ (۱۸) میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا ۱۹ اور ایسا ہوگا کہ کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا ۲۰ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے گا جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے ۲۱- اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جان لوں کہ یہ بات خدا کی کہی ہوئی نہیں ۲۲ تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی تو اس سے مت ڈر۔

نمبر۲ استثنا ۱۸: ۱۵ کا جملہ "تیرے ہی درمیان میں سے" یہ علمائے مسیحی کہتے ہیں کہ اس سے صاف ثابت ہے کہ وہ نبی بنی اسرائیل میں ہوگا۔ کیونکہ بنی اسرائیل مخاطب تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جملہ الحاقی ہے کیونکہ اسی آیت ۱۵ کو جو پطرس حواری نے اعمال ۳: ۲۲ میں نقل کیا ہے تو وہاں تیرے درمیان کا لفظ نہیں ہے "کیونکہ موسیٰ نے اپنے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمھارا خدا ہے تمھارے بھائیوں میں سے تمھارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھائے گا جو کچھ وہ تمھیں کہے اس کی سب سنیو" اور استیفان حواری نے بھی جہاں آیت کو لکھا ہے وہاں بھی یہ جملہ نہیں ہے (اعمال ۷: ۳۷) اور نسخہ اسکندریہ نوس اور وتیکانوس اور پرانا ترجمہ یونانی سپتواجنٹ (جو الہامی مانا جاتا ہے) میں بھی یہ جملہ استثنا ۱۸: ۱۵ میں نہیں ہے۔ باقی آیندہ

الراقم

ارادت حسین احمدی اورینی
ضلع مونگیر۔ بنگال

خبریں

حالات ایشیا۔ گورنمنٹ روس نے سلطنت عثمانیہ کو معاملات ایشیا کی طرف توجہ دلائی ہے اور تاکید کی ہے کہ ضلع کلاشین میں سرویں لوگوں کے گھروں سے اسلحہ تلاش کئے جاویں

پرانی یادگاریں۔ ان یادگاروں کی حفاظت کا مسودہ کونسل کے لیجسلیٹو ڈپارٹمنٹ کے اڈیشنل ممبران نے تیار کرایا ہے۔ اور اب اسپر بحث ہو رہی ہے چونکہ یہ ایک پیچیدہ معاملہ ہے اس لئے امید نہیں کہ چند ماہ تک کونسل کے پیش ہوسکے۔

مختلف واقعات

تعلیم خانہ داری۔ انگلستان میں لڑکیوں کو یونانی اور لاطینی زبانوں کی تعلیم کے ساتھ خانہ داری کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ بنگالی اخبار کے ایک لنڈنی نامہ نگار نے ولایت سے تحریر کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے ایک ممبر کی صاحبزادی کے ساتھ اس تعلیم کے متعلق ان کا تذکرہ آیا تو اس نے نہایت افسوس سے بتایا کہ انگریزی اصول تو یہ ہے کہ لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم مدارس میں دی جائے۔ مگر یہ گھروں میں بہت بری تعلیم پا رہی ہیں جس سے یہ ایسی نازک مزاج بنتی جاتی ہیں کہ ذرا بھی بار برداشت کرنے کے قابل نہیں رہیں۔ انکو ہر وقت ناچ رنگ تھیٹروں اور ڈنر پارٹیوں کی دھن لگی رہتی ہے اگر یہ گھر کیطرف متوجہ ہوں تو جلسوں کو کون رونق دے؟ بیچارے خاوندوں کو اپنی ہڈیاں توڑنی پڑتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک مسخرے اخبار نے لکھا تھا کہ ایسی عورتیں اپنے بچوں کی پرورش ہی سے نفرت نہیں کرتیں بلکہ یہ چاہتی ہیں کہ بچے جننے کے کام میں بھی اپنے خاوندوں کو شریک کیا کریں۔ تاہم اسکاٹ لینڈ میں یہ کیفیت ہے کہ ایک دفعہ پرتھ سکول بورڈ کے افسروں نے تجویز کی تھی کہ لڑکیوں کو چھری کانٹے چمچے وغیرہ صاف کرنے کپڑے دھونے اور گوناگوں کھانے پکانے کی ترکیبوں پر لکچر دئے جائیں۔ اور انھیں واقف کیا جائے کہ کس کس موسم میں کون کون سی چیز کس کس قیمت پر دستیاب ہوسکتی ہے۔ اور ان چیزوں کے آپس میں ملانے سے کیسے کیسے لذیذ کھانے تیار کئے جاسکتے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ وہاں کثرت رائے سے یہ تجویز منظور ہوگئی۔ اسپر نامہ نگار مذکور

کہتا ہے کہ اب سر فرینس جنسو صاحب کو بہت کم مقدمات طلاق سننے کا اتفاق ہوگا ۔ کیونکہ یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ جو مقدمات طلاق ان کے اجلاس میں پیش ہو چکے ہیں ۔ ان میں بڑی تعداد ایسے مقدمات کی تھی جن میں میاں اور بیوی کے مابین باورچیخانہ کے متعلق تخالف پیدا ہوگیا تھا ۔

عیسائی عورتوں کی ترقی پہلے تو یہ عورتیں صرف کلکتہ کے تجارتی اور پارچہ دوزی کے کارخانوں میں ملازم رکھی جاتی تھیں ۔ مگر اب دیگر سر رشتوں میں بھی انہوں نے دخل پا لیا ہے جب سے دفتروں میں ٹائپ رائٹری کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس کام میں عورتوں سے بخوبی امداد لی گئی ہے ۔ پوسٹ آفس کلکتہ میں کئی نوجوان لیڈیاں ٹائپ رائٹری اور نقل نویسی کے کام پر مامور ہیں ۔ اور اب سرکاری چھاپہ خانہ میں بھی کئی یوریشین اور ایسٹ انڈین لڑکیاں کمپازیٹری ۔ پروف ریڈری ۔ اور کاپی ہولڈری کا کام کر رہی ہیں ۔ سیکریٹریٹ پریس بنگال میں قریباً درجن لڑکیاں پروف ریڈر اور کاپی ہولڈر موجود ہیں ۔

پرندوں کی حفاظت انگلستان میں خوبصورتی کے واسطے پرندوں کے پر لباسوں اور پوشاکوں میں لگانے کا دستور یہانتک بڑھ گیا ہے کہ جو پرندے اُس ملک میں اپنی کافی تعداد میں نہیں ملتے ان کی بڑی تعداد دیگر ممالک سے منگائی جاتی ہے یہ حال دیکھکر بعض خوبصورت پرندوں کی نسلیں غائب ہونے کا یقین ہو گیا ہے ۔ اس لیئے انکی حفاظت کیواسطے پارلیمنٹ میں قانون کا ایک مسودہ پیش کیا گیا ہے اور اس میں پرندوں کی فہرست دی گئی ہے جنکی نسلوں کو سر دست بچانا مقصود ہے ۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ اس قسم کے پرندوں کے پر جس شخص کی پوشاک میں لگے ہوں گے وہ مستوجب جرمانہ ہوگا ۔ لیڈیوں نے اس امر کی خبر پاکر قانون مذکور کی مخالفت شروع کر دی ہے ۔ انسانوں کے بھی عجیب خیال ہیں کہ اپنے دل کو خوش کرنے کے واسطے بے زبانوں کی جانیں لینے تک فرق نہیں کرتے ۔ بعض بعض مقامات میں اس غرض سے بندروں کی صفائی ہو رہی ہے کہ ان کی کھالوں کی قیمتی کوٹ لیڈیوں کے واسطے تیار کیئے جاتے ہیں ۔

کاشت افیون سے انکار غازیپور کے کاشتکاروں نے افیون کی کاشت کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔ اسمیں یہ لوگ اپنا کوئی منافع خیال نہیں کرتے حالانکہ سرکار ایک سو روپیہ خرچ کرکے دو سو روپیہ وصول کرتی ہے افسران محکمہ افیون نہایت ہی بے بس ہیں ۔ کیونکہ یہ اندیشہ ہے کہ کہیں پٹنہ وغیرہ علاقوں میں بھی ایسا ہی خشک جواب نہ ملے

تنباکو نوشی کی ممانعت ۔ امریکہ میں یکے بعد دیگرے دیہاتوں میں تمباکو نوشی کی ممانعت ہونے لگی ہے شگیگو میں کوئی شخص بلا حصول لائسنس تمباکو اور سگار فروخت نہیں کر سکتا مغربی صوبجات میں ڈاکٹروں کی سندوں کے بغیر سگار بیچنے کی ممانعت کی گئی ہے اور حکم ہے کہ پندرہ برس سے کم عمر کے بچوں کے پاس تمباکو کو کسی شکل میں فروخت نہ کیا جائے جس کے خلاف ارتکاب کرنے والا دس پونڈ سے لے کر چالیس پونڈ تک مستوجب جرمانہ خیال کیا جاتا ہے ۔ شرابخواری کی طرح تنباکو نوشی کی علت بھی ترقی پذیر ہو رہی ہے ۔ حتی کہ طفلان مکتب بغل میں کتابیں دبائے منہ سے دھوئیں کے غبار نکالتے جاتے ہیں ۔

عمدہ قواعد گورنمنٹ پنجاب نے حکم دیا ہے کہ جو فوجی افسر بلا تحریری اجازت مالک کے گاڑیاں چھاونی کی حدود سے باہر لے جائیں ۔ انھیں دُگنا کرایہ ادا کرنا پڑے گا ۔ ملیٹری افسران کو لازم ہے کہ اپنی ضروریات کی اطلاع سول افسران کو دیں ۔ ورنہ اس کا خمیازہ اُٹھانے کے لئے تیار رہیں ۔ سول افسران دیکھیں کہ آیا گاڑی والے کو پورا کرایہ ملا ہے یا نہیں ۔ اور اگر ملیٹری افسر اس کے ادا کرنے میں چون وچرا کریں تو اپنی بابیں ہی ادا کر کے اعلی فوجی افسروں سے بل بھیجکر منگا لیا کریں ۔ یہ قواعد بہت معقول ہیں ۔ اگر اسی قسم کے قواعد رسد کی نسبت بھی جاری کیئے جائیں تو بہت ہی اچھا ہو ۔ دوکاندار بھی ان کے تشدد سے محفوظ رہیں ۔

بندر کی یادگار ۔ جبرالٹر ایک بڑا طاقتور اور قد آور بندر ہوتا ہے جس کے ہاتھوں میں اسقدر قوت بیان کی جاتی ہے کہ وہ بندوق کی نالی کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے چند برس ہوے فرانسیسی قصبہ گری نوبل کی میونسپل کونسل نے اس کے مرنے پر اس کی یادگار میں بہت بڑے صرف سے اس کا ایک مسی بت استادہ کرایا تھا اس بندر کا نام شارلمین تھا نو برس ہوے اسکو ایک افریقہ کا سیاح لایا تھا ۔ اس بندر کو تمام شہر میں گشت کرنے کی پوری آزادی اور اجازت حاصل تھی ۔ اسکو اختیار تھا کہ جس گھر میں چاہتا گھس جاتا اور جو چیز چاہتا کھا لیتا اس بندر کی توقیر کا باعث یہ تھا کہ پانچ برس ہوئے یہ ایک بچہ کو کنوئیں میں گرتے دیکھکر ایک بڑی اونچی دیوار سے کود پڑا اور اس رسی کے ذریعے سے جو پانی بھرنے کے کام میں لائی جاتی تھی کنوئیں میں اُتر گیا اور بچہ کو لئے ہوے اُسی رسی سے اوپر چڑھ آیا ۔

اس بندر کو انسان خصوصاً صغیر سن انسان سے بڑی ہمدردی تھی وہ گھنٹوں بچوں کے ہسپتال میں بیٹھا ہوا بچوں سے کھیلا اور انکا دل بہلایا کرتا تھا ۔ بچوں سے اسکو